(۴۵) محمد سعید اسلمی مدراسی (م ۱۲۷۲ھ)

مخطوطہ نمبر ۶۵۰ میں مندرجہ ذیل فارسی رسائل ھیں :

۱ ۔ نصیحت نامہ ، ص ۲ ۔ ۸ (عقائد)

۲ ۔ سوال و جواب بہادر خان ،ص ۹ ۔ ۳۷ (عقائد)

۳ ۔ سوالات و بمتعلق سلسلۂ علیم اللہی (تصوف).

نستعلیق ، ۷ ذی الحجہ ۱۲۵۵ھ ، چند جگہوں پر سلطان محمود کی مہر اور پہلے ورق پر فخر الدین قادری کی یادداشت تملّک . (بحوالہ ج ۲ ص ۲۴۷ ۔ ۲۴۸).

(۳۶) مفتی محمد عباس بن علی اکبر لکھنوی (م ۱۳۰۶ھ)

۱۔ الجواهر العبقرية فی الرد علی التحفة الاثنی عشریہ (عقائد ، فارسی)

مخطوطہ نمبر ۱۰۱۶ : نستعلیق ، علی بن مرزا محمد تقی خان ، ۳ شعبان ۱۳۱۰ھ بمقام لکھنو۔ پہلے ورق پر راجہ سید مہدی کے کتب خانہ کی مہر ، ۲۲۸ ص. (بحوالہ ج ۳ ص ۲۱۲)

۲ ۔ الروض الاریض فی منجزات المریض (فقہ ، عربی).

۱۲۹۶ھ میں تالیف ہوئی ۔

مخطوطہ نمبر ۲۰۳۰ : نسخ ، ۱۲۹۶ھ ۔ مؤلف کا تصحیح شدہ نسخہ پہلے صفحہ پر ان کی مہر ”لا اله الا الله القوی عبده السيد عباس بن علی [illegible]“ ثبت ہے ۔ ۲۹۸ ص. (بحوالہ ج ٦ ص ۳٦).

۳ ۔ صفحہ الماس فی کیفیة الارتماس (فقہ ، عربی).

[illegible] میں [illegible] تکمیل کو پہنچی.

[illegible] ۱۸۰۳ . نسخ ، کاظم بن جعفر طباطبائی اصفہانی ، [illegible] کے حواشی ، پہلے ورق پر مصنف کی مہر .

ورق ۳۳ سے بعد مصنف اور کاتب کی یادداشتیں ، ۱۲٦ ص. (بحوالہ ج ۵ ص ۱۸۸).

۳ ـ المعادن الذهبية اللجينيہ فی المحاسن الوهبية الحسينية (تذکرہ، عربی)

سید حسین بن سید دلدار علی لکھنوی کا مفصل تذکرہ ہے۔ یہ تذکرہ ۱۲٦۴ھ میں لکھا گیا تا ہم شعبان ۱۲٦۸ھ میں اس پر تکملہ لکھا گیا ۔

مخطوطہ نمبر ۳۰۲ : نستعلیق ، سید حسین ، معاصر مصنف ، پہلے ورق پر کتابخانہ راجہ سید مہدی کی مہر ، ۱۹۸ ص . (بحوالہ ج ۲ ص ۳ ـ ۴).

(۳۷) میر سید محمد علی

۱ ـ نجاسات عشره (فقہ ، فارسی)

مخطوطہ نمبر ۲۰۷ : نستعلیق ، مجموعہ میں ص ۱۹۷ ـ ۱۹۸ . (بحوالہ ج ۲ ، ص ۲۹۸).

(۳۸) آخوند ملا محمد علی کشمیری

۱ ـ عمل شمسی و قمری (طب ، فارسی)

طبی مفردات پر مشتمل ہے۔ کتاب اور مؤلف کا نام ایک یادداشت میں پہلے ورق پر موجود ہے۔

مخطوطہ نمبر ۱۳۹۸ : نستعلیق ، محمد حسن بن علی رضا ، ۱٦ ذی قعد ۱۳۰۰ھ . پہلے ورق پر مہدی بن ریحان اللہ موسوی کے تملک کی یادداشت، مورخ رمضان ۱۳۳۱ھ . (بحوالہ ج ۳ ص ۳۰۲ ـ ۳۰۳).

(۳۹) سید محمد بن دلدار علی لکھنوی (م ۱۲۸۴ھ)

۱ ـ ثمرة الخلافة (عقائد ، فارسی).

ربیع الاول ۱۲۳۹ھ میں تالیف ہوئی .

مخطوطہ ۲۰۹۷ : نستعلیق ، ۱۳۲ ص. (بحوالہ ج ٦ ص ۱۱۱ ـ ۱۱۲)

مخطوطہ ۲۱٦۳ میں ان کے مندرجہ ذیل رسائل موجود ھیں :۔

۱ ۔ فضیلت حضرت علی بر صحابہ ،ص ۲ ۔ ۳٦ (عقائد ، فارسی)

۲ ۔ تفضیل مفضول ، ص ۵۰ ۔ ۵۸ (عقائد ، فارسی)

۳ ۔ نجات موحدین ، ص ٦۲ ۔ ۹۹ (عقائد ، فارسی)

۴ ۔ قتال النصاب ، ص ۱۰۲ ۔ ۱۲۳ (عقائد ، عربی).

روایت کافی «لو علم ابو ذر ما فی قلب سلمان لقتلہ » کے دفاع میں :

۵ ۔ گوھر شاھوار و در آ بدار ، ص ۱۲٦ ۔ ۱۵٦ (عقائد ، فارسی)

قرآن اور اھلبیت کی فضیلت میں .

مخطوطہ نمبر ۲۱٦۳ : نسخ ، میر فضل شاہ کاتب میدانی کشمیری ، ۲۳ ذیقعد ۱۳۰۸ھ . کرم خوردہ. ۱۷۸ ص. (بحوالہ ٦ ص ۱٦٦ ۔ ۱٦۹)

فہرست نگار وضاحت کرتے ھیں کہ «مخطوطہ کے پہلے ورق پر یہ تصریح ہے کہ مجموعہ میں موجود تمام رسائل سیّد محمد لکھنوی کے ھیں لیکن « الذریعہ الی تصانیف الشیعہ » تالیف آقا بزرگ تہرانی میں بعض رسائل دوسروں سے منسوب ھیں » ۔ جب ھم نے تعاقب کیا تو صرف «قتال النصاب » کے بارے میں پتہ چلا کہ یہ سید اولاد حسین شکوہ آبادی کی تألیف ہے جو سید محمد لکھنوی (زیر بحث) کے حکم پر ھوئی ۔ البتہ صاحب ذریعہ نے سید محمد لکھنوی کی ایک کتاب « قتال النواصب » کا بھی ذکر کیا ہے۔ (ذریعہ ج ۱۷ ص ۳۷).

زیر نظر مجموعہ (نمبر ۲۱٦۳) کے صفحہ ۱٦۰ تا ۱۷۷ **سید علی محمد بن سید محمد لکھنوی کا فارسی رسالہ «الاثنی عشریہ فی البشارات المحمدیہ »** بھی موجود ہے۔

(۵۰) محمد وحدت کلکتوی

۱ ۔ شیخ صنعان و ترسا (مثنوی ، فارسی) .

بزمی اور عرفانی مثنوی ہے۔

مخطوطہ نمبر ٦۳۸ : نستعلیق ، سید مہدی بن شمس الدین حسینی دھکردی ، ۲۳ جمادی الاولی ۱۲۲۲ھ . ص ۲ ـ ۱۸۲ (بحوالہ ج ۲ ص ۲۳۸ ـ ۲۳۹)

دوسرا مخطوطہ نمبر ۱۹۸۷ : نستعلیق ، غرہ ربیع الاولی ۱۳۳٦ھ۔ پہلے صفحہ پر «علی نقی الموسوی» کی مہر ، ۱۸۲ ص (بحوالہ ج ۵ ص ۳۵۹ ـ ۳٦۰).

(۵۱) محمود بن محمد جونپوری

۱ ـ حرز الایمان ، ص ۱۷۰ ـ ۲۰۷ (فلسفہ ، عربی)

مخطوطہ نمبر ۳۱۰ : نستعلیق و نسخ ، رکن الدین بن عبد اللہ ، ۱۴ سعبان ۱۱۴۳ھ بمقام جہان آباد (بحوالہ ج ۲ ص ۱۱ ـ ۱۲)

(۵۲) محمود بن محمد گیلانی معروف بہ محمودگاوان (م ۸۸٦ھ)

۱ ـ ریاض الانشاء (انشا ، فارسی).

اس مجموعہ منشآت میں وہ مکتوبات بھی شامل ھیں جو مصنف نے ھندوستان میں اپنے عہد وزارت کے دوران میں سلاطین کی طرف سے لکھے تھے۔

مخطوطہ نمبر ۱٦۰۴ : نستعلیق ، اواخر ذی الحجہ ۹۱۴ھ ، ۵۳۰ ص. (بحوالہ ج ۵ ، ص ۹ ـ ۱۰).

دوسرا مخطوطہ نمبر ۲۳٦۷ : نستعلیق ، قدیم نسخہ ، حاشیہ پر تصحیحات (بحوالہ ج ٦ ص ۳۵۲)

(۵۳) مخفی ، زیب النساء بیگم (م ۱۱۱۳ یا ۱۱۱۴ھ)

۱ ـ دیوان مخفی (شعر ، فارسی)

مخطوطہ نمبر ۲۰۹۳ : نستعلیق ، ۳ ذیقعدہ ۱۲۵٦ھ ، ۱۷۲ ص (بحوالہ ج ٦ ص ۱۰۸ ـ ۱۰۹).

(۵۴) مرتضی حسین بلگرامی

۱ ـ حدیقة الاقالیم (جغرافیہ ، فارسی)

ہفت اقلیم کی جغرافیائی معلومات پر یہ کتاب ۱۲۰۲ھ میں تالیف ہوئی .

مخطوطہ نمبر ۳۷۱ : نستعلیق خوش ، موہن لعل لکھنوی ، ۲۳ ذیقعدہ ۱۲۳۰ھ ، بمقام کودھا (جے پور) ، ۹۳۲ ص . (بحوالہ ج ۱ ص ۳۹۰ ـ ۳۹۱).

(۵۵) مصلح الدین محمد لاری انصاری (م ۹۷۹ھ)

۱ ـ شرح ہیئت قوشچی ، ص ۲۷۳ ـ ۳۲۸ (ہیئت ، فارسی).

قوشچی (م ۸۷۹ھ) کے رسالہ "ہیئت" کی اس شرح کا انتساب محمد ساہ قطب شاہ کے نام ہے ـ

مخطوطہ نمبر ۱۱۵۸ : نستعلیق ، عبد اللہ بن حاجی مرحوم ، حاشیہ ر تصحیحات ، ۳۲۸ ص.

(بحوالہ ج ۳ ص ۳۳۰ ـ ۳۳۱).

(۵۶) معتمد خان ، محمد شریف (م ۱۰۴۹ھ).

۱ ـ اقبالنامۂ جہانگیری (تاریخ ، فارسی)

مخطوطہ نمبر ۳۹۳ : نستعلیق ، ۲۹ ربیع الثانی ۱۲۵۸ھ . پہلے ورق پر کتابخانۂ راجہ سید محمد مہدی کی مہر ، کرم خوردہ ، ۳۵۴ ص . (بحوالہ ج ۱ ص ۳۱۱ ـ ۳۱۲).

(۵۷) موجود مداری ، سید عبد الجلیل (۱۳ صدی ہجری)

سید علی حسن خان نے "صبح گلشن" میں موجود کا دو سطری تعارف لکھا ہے (صبح گلشن ، مطبوعہ بھوپال ص ۳٦۷ ـ ۳٦۸) ـ لیکن کتابخانہ مرعشی میں جو "دیوان موجود" پایا جاتا ہے اس کے مقدمے میں شاعر نے اپنے حالات زندگی قدرے تفصیل سے لکھے ہیں جو ہم عیناً نقل کر رہے ہیں ـ

«عبد الجلیل متخلص بموجود حنفی مذهب مداریہ مشرب هندی مولد کہ باشعار هندی بتخلص سائل مشهور است و نشو و نما یافتہ بخاک پاک پکنور (شاند مکنپور) جداعلاش سپهدار عون بن سید عبد الله جناری بجذب قسمت از خط حلب همراه . . . سید بدیع الدین قطب المدار . . . وارد هند گشتہ هنگام ورود بلدۂ کابل بحکم جناب . . . . سید احمد بن سید ولایت الله سبزواری جهره ای معتقد گشتہ ـ ـ . .جد بزرگوارش شاه عبد الجلیل مرحوم کہ بهفت واسطہ بحضرت سید ارغون میرسد . . . خطی کامل داشت و از بناهای او دیواری است خشتی کہ سیاحان بلاد و امصار مثلش کمتر نشان دهند ، والد ماجدش خیر الزاهدین حضرت شاه بیاری شخصی صاحب نسبت و ریاضت بوده ، قریب شصت سال باوجود عوارض امراض وغیره قیام شبی از وی فوت نشده ».

۱ ـ دیوان موجود (ادب ، فارسی)

مخطوطہ نمبر ۲۰۸۳ : نستعلیق ، علی مولائی ، ۱۰ ربیع الاول ۱۲۳٦ھ (بعهد شاعر) کرم خورده ، ۱۳۸ ص. (بحوالہ ج ٦ ص ۹٦ ـ ۹۷).

(۵۸) مهندس لاهوری ، لطف الله (معاصر دارا شکوه مقتول ۱۰٦۹ھ)

۱ ـ منتخب (ریاضی ، فارسی)

مخطوطہ ۱۵۵۱ : نستعلیق هندی ، حواشی پر اضافات ، کرم خورده ، ۹٦ ص (بحوالہ ج ۳ ص ۳۵۲).

(۵۹) میری

۱ ـ گلشن وحدت (ص ۲ ـ ۹۹ (مثنوی ، اردو).

تصوف پر یہ مثنوی ۱۲۲۵ھ میں لکھی گئی .

۲ ـ میراث الطالبین ، ص ۲ ـ ۲۰۶ (مثنوی ، اردو).

از امام الدین شاہ چشتی ـ شائد انہی کا تخلص میری ہو (نوشاہی).

تصوف پر مثنوی ہے ـ

مخطوطہ نمبر ۲۰۵۹ : نستعلیق ، غلام محمد ، پہلے صفحہ پر امام الدین چشتی کی مہر . (بحوالہ ج ٦ ص ۷۰ ـ ۷۱).

(٦۰) نظام حاجی غریب یمنی (۸ صدی هجری)

۱ ـ لطائف اشرفی (تصوف ، فارسی).

مخطوطہ نمبر ۱۹۱۱ : نستعلیق ، عنوانات سرخ ، ۸٦٦ ص . (بحوالہ ج ۵ ص ۲۸۰ ـ۲۸۳)

(٦۱) نعمت خان عالی (م ۱۱۲۱ھ)

۱ ـ وقائع حیدر آباد و گولکنڈہ (تاریخ ، فارسی)

مخطوطہ نمبر ۱۷۳۸ : نستعلیق ، ۳۸ ص ـ (بحوالہ ج ۵ ، ص ۱۲۵.

وهاں فہرست نگار نے کتاب کا نام "واقعۂ نعمت خان عالی " لکھ کر مصنف کے نام کی جگہ سوالیہ نشان ڈال دیا ہے).

(٦۲) نور اللہ شوشتری (م ۱۰۱۹ھ)

۱ ـ احقاق الحق و ازهاق الباطل (عقائد ، عربی)

۱۰۱۳ھ میں بمقام آگرہ تالیف کی ـ

مخطوطہ نمبر ۱۲۲۱ : نسخ ، عنوانات سرخ ، ۱۳۳۲ ص. (بحوالہ ج ۴ ص ۱٦).

(٦۳) وارستہ سیالکوٹی مل (م ۱۱۸۱ھ)

۱ ـ مصطلحات الشعراء (لغت ، فارسی)

مخطوطہ نمبر ۸۳۳ : نستعلیق ، علی بخش متوطن قصبہ باندہ ، ۳

شوال ۱۲۷٦ھ ، برائے سید باقر حسین ، پہلے صفحہ پر سید ابو جعفر سر پور کے کتب خانہ کی مہر ، کرم خوردہ ، ۵٦۰ ص ۔ (بحوالہ ج ۳ ص ۳۱).

(٦۴) واقف لاہوری ، نورالعین (۱۱۰۰ ـ ۱۲۰۳ھ)

۱ ـ دیوان واقف

غزلیات ، رباعیات ، ترجیع بند اور مخمس پر مشتمل ہے ـ

مخطوطہ نمبر ۱٦۰۳ : نستعلیق خوش ، ۳ جمادی الثانیہ ۱۲٦٦ھ. شروع میں واقف کے حالات زندگی ، ۵٦۴ ص. (بحوالہ ج ۵ ، ص ۸ ـ ۹)

متفرق کتب :جن کے مؤلف معلوم نہیں ہیں یا وہ مشترک ہیں ـ

اخبار شاہی اودھ (تاریخ ، فارسی)

اودھ کی ۲ جنوری ۱۸۵۱ء سے ۳۱ دسمبر ۱۸۵۱ء کی ڈائر ی ہے ـ

مخطوطہ نمبر ۲۳۳۰ : نستعلیق ھندی ، کرم خوردہ ، ٦۴ ۳ ص (بحوالہ جلد ٦ ص ۳۱۷).

اذکار و اوراد ص ۵۱ ـ ٦۱ (فارسی)

بعض مضامین قطب العارفین حضرت شاہ معین تاج الدین کے رسالہ سے منقول ہیں ـ

مخطوطہ نمبر ۳۱٦ : نسخ ، احمد علی خان ، ۲۰ ذیقعدہ ۱۲۳۱ھ (بحوالہ ج ۲ ص ۱۷ ـ ۱۸ و ۲۱).

بیاضیں ،جن میں برصغیر کے شعراء کا کلام درج ہے ـ

مخطوطہ نمبر ۱۳۱ : بیاض مرتّبہ محمد حسن قزوینی ـ اس میں اشعار کے علاوہ وہ منشآت بھی ہیں جو مؤلف نے اصفہان ، بارہ متی ، پونہ ، حیدر آباد وغیرہ میں ۱۱۹۳ ـ ۱۲۱٦ھ کے دوران میں لکھیں . اس بیاض میں نظام علی خان پادشاہ دکن ، نظام الدین اولیاء ، بوعلی قلندر ، نقد علی خان ایجاد حیدر آبادی ، شاہ جہان بادشاہ ، جہان بیگم ، حیات النساء بیگم ، زیب النساء

بیگم ، جہانگیر ، نعمت خان عالی ، ھمایوں ، سید محمد گیسو دراز ، مرزا عبد الرحیم خانخانان کا کلام ہے (ج ۱ ، ص ۱۵۸ ـ ۱٦۰)

مخطوطہ نمبر ۳۱٦ : اس میں قطب الدین بختیار کاکی اور بو علی قلندر کے قصائد از ص ۳ تا ۱۸ موجود ھیں ـ

مخطوطہ نمبر ٦۲٦ : اس میں آفاق و انفس از خسرو دھلوی (ص ۱۳۱ ـ ۱۳۹) بھی موجود ہے (ج ۲ ص ۲۲۷) ـ

مخطوطہ نمبر : ۲۳۰۵ : اس میں شاہ طاھر دکنی کے اشعار پائے جاتے ھیں (ج٦ ص ۲۸۸ ـ ۲۸۹).

حاشیہ التسویہ (تصوف ، عربی)

شیخ محب اللہ الہ آبادی کے نظریات کے اثبات میں ـ

مخطوطہ نمبر ۳۱۰ : نستعلیق ، رکن الدین ، ۱۳ شعبان ۱۱۳۳ھ بمقام جہان آباد . ص ۲٦۱ ـ ۳۲۱ (بحوالہ ج ۲ ص ۱۲).

مہابھارت (ھندو ادب ، فارسی)

صرف فن دواز دھم ہے ـ

مخطوطہ نمبر ۱٦۲۷ : نستعلیق ، ۸۰۷ ص . (بحوالہ ج ۵ ص ۳۰ ـ ۳۱)

* * * * *

المختارات من قسم الشعر

فراهی کی طرف منسوب ایک مجموعۂ انتخاب

شرف الدین اصلاحی

اس وقت مولانا فراهی کی طرف منسوب عربی کے ایک شعری مجموعۂ انتخاب کا سرسری تعارف پیش کرنا مقصود ہے۔ یہ اس کتاب کا واحد قلمی نسخہ ہے جو معلوم و موجود ہے۔ فروری ۸۰ء کے سفر هند میں یہ میرے هاتھ لگا۔ کتاب کے تعارف سے پہلے میں ضروری سمجھتا هوں کہ ان حضرات کا ذکر کروں جن کے تعاون اور حسن اعتماد نے مجھے اس قابل بنایا کہ اطمینان اور یکسوئی کے ساتھ میں اس کو نہ صرف دیکھ اور پرکھ سکوں بلکہ قارئین فکر و نظر سے متعارف بھی کرا سکوں۔ ان حضرات کے ذکر سے اس کتاب کے استنادی پہلو پر بھی روشنی پڑے گی۔

اس کتاب کی موجودگی کا ذکر اور نشاندهی سب سے پہلے عزیزی اجمل اصلاحی نے کی۔ پہلی مرتبہ میں نے اسے مدرسة الاصلاح میں اجمل سلمہ کے والد محترم برادرم مولوی ایوب صاحب اصلاحی کے کمرے میں دیکھا جہاں نہ جانے اور کتنے لعل و گہر گدڑی میں لپٹے پڑے هیں۔ اُس وقت یہ اجمل میاں کے پاس تھی اور انهی کے هاتھ سے میرے هاتھ میں آئی۔ اجمل کو یہ کتاب عاصم نعمانی کے ماموں علی میاں کی وساطت سے ملی۔ معلوم هوا کہ یہ عاصم میاں کی دریافت ہے اور وهی اس کے مالک هیں۔ عاصم نعمانی مولانا

فراھی کے بڑے صاحبزادے محمد سجاد صاحب کے نواسے اور حکیم یوسف صاحب ساکن بندول کے پوتے ھیں۔ اور بالفعل مولانا فراھی کے گاؤں پھریہا میں رھائش پذیر ھیں۔ پھریہا ھی میں میری ان سے ملاقات ھوئی۔ اُن دنوں وہ مولانا فراھی کے در کے قریب ھی اپنا گھر تعمیر کروا رھے تھے۔ حکیم یوسف صاحب مولانا فراھی کے شاگرد بھی تھے اور عزیز بھی جیسا کہ فراھی کے سوانحی خاکے میں تفصیل سے ذکر آئے گا۔ اعظم گڑھ کے ان دونوں گاؤوں بندول اور پھریہا میں آج سے نہیں قدیم سے نسلاً بعد نسلٍ رشتوں ناطوں کا سلسلہ در سلسلہ قائم ہے۔ گویا عاصم نعمانی دادھال اور نانہال دونوں طرف سے مولانا فراھی کے ساتھ نسبت اور تعلق رکھتے ھیں۔

میں علی میاں (مولانا فراھی کے پوتے اور مدرسة الاصلاح کے موجودہ ناظم) کا ممنون ھوں کہ انہوں نے انتہائی فراخدلی سے اس کتاب کو پاکستان لانے کی اجازت مرحمت فرمائی اور اپنے مسافر نواز ھونے کا ثبوت بہم پہنچایا۔ علی میاں عاصم سلمه کے سگے ماموں ھیں اور عاصم نے معاملے کا فیصلہ ان پر چھوڑ دیا۔ اگر علی میاں کی رضامندی حاصل نہ ھوتی تو میرے لئے دشواری پیدا ھو جاتی۔ میں عاصم نعمانی کا بھی شکر گذار ھوں جن کی جستجو اور جوھر شناسی کی بدولت یہ کتاب ضائع ھونے سے بچ گئی۔ عاصم نعمانی ان سینکڑوں ھزاروں جواھر پاروں میں سے ایک ھیں جو اس خطہ نے پیدا کیے مگر انہیں آگے بڑھنے کا موقع نہ ملا اور وہ ضائع ھو گئے۔ میں اس نوجوان کی قوت حافظہ اور دماغی صلاحیتیں دیکھ کر بہت متأثر ھوا۔ جاھلی شعراء کا کلام جس طرح انہیں یاد ہے اس کی مثالیں زوال علم و عرفاں کے اس دور میں نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ھیں۔ زمانہ طالب علمی کی پڑھی ھوئی چیزیں ایک مدت گذرنے کے بعد آج بھی انہیں یوں ازبر ھیں کہ جیسے دیکھ کر پڑھ رھے ھوں۔ مولانا فراھی کے دو شعروں کا ماخذ فقط عاصم نعمانی کا دماغ رہ گیا ہے۔ پہلے وہ شعر

سن لیجئے

قسماً بمن رفع السماء من غیر حـــــیّ
و اختار خیـــــر الخلق من آل لـــویّ

لـم ابنهـا طمـع الخلـود و انمـــا
هـــــی زینة الدنیا لحیّ بعد حــــیّ

معتصم نعمانی کو اب سے ۲۰ برس پہلے،کاغذ کا ایک ٹکڑا،بادامی رنگ کا، بوسیدہ حالت میں، مولانا فراهی کے اپنے خط میں پنسل سے لکھا هوا، حاجی رشید صاحب (برادر خورد فراهی) کی کتابوں میں ملا تھا جو ذرا سا ادھر اُدھر کرنے سے پھٹ جاتا تھا۔ وہ کاغذ تو گم هو گیا البتہ اس پر درج اشعار معتصم نعمانی کے حافظے میں باقی رہ گئے۔ مولانا فراهی نے یہ اشعار گھر کے دروازے پر اپنے یا کسی اور کے ، لگانے کے لئے لکھے تھے اس لئے کہ اشعار سے پہلے ”علی باب البیت“ عنوان بھی کاغذ پر لکھا هوا تھا۔ پہلے مصرعے میں حی کے معنی عاصم کے خیال میں کھمبے کے هیں۔ جو تحقیق طلب ہے۔ اگر لغت ساتھ دے تو اس کو پڑھ کر ذهن قرآن مجید کی ایک آیت کے ان الفاظ کی طرف منتقل هوتا ہے۔ الله الذی رفع السمٰوات بغیر عمد ترونها (رعد ۔ ۲) لیکن اجمل اصلاحی کا خیال ہے کہ ”من غیر حیّ“ نهیں ”من غیر عیّ“ هوگا۔ اس لئے کہ حی کے معنی ستون کے نهیں آتے۔ عی کے ساتھ بھی مصرعہ موزوں رهتا ہے اور بات بھی بن جاتی ہے۔ عی معنی عجز و قصور کے هیں۔ اسی طرح دوسرے مصرعے میں ”من آل لوی“ کی جگہ عاصم نعمانی کے بیان کے مطابق ”من الالوی“ لکھا هوا تھا۔ لیکن اس کا مفهوم سمجھ میں نهیں آتا۔ ”من آل لوی“ اجمل اصلاحی کی کاوش فکر کا نتیجہ ہے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ اجمل سلمہ کی یہ دونوں باتیں

دل کو لگتی ھیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ وہ شعر کہتے ھیں یا نہیں، ان کی یہ دونوں کوششیں ان کے ذوق شعر و ادب کا کافی ثبوت فراہم کرتی ھیں۔ ان شعروں کی موجودگی کا ذکر بھی پہلے انہی نے کیا تھا۔

ذکر عاصم نعمانی کا تھا۔ انہوں نے عربی چہارم تک مدرسة الاصلاح میں پڑھا۔ تکمیل سے پہلے ندوہ چلے گئے۔ تکمیل وھاں بھی نہیں کی. ششم یا ھفتم تک ندوہ میں رھے۔ اس کے بعد لکھنؤ یونیورسٹی سے عالم فاضل کا امتحان پاس کیا اور طبیہ کالج لکھنؤ میں داخلہ لے لیا جہاں سے ایف ایم بی ایس کا پانچ سالہ کورس کرنے کے بعد سند فراغت لی. اعظم گڑھ میں قیام کے دوران ان سے متعدد ملاقاتیں ھوئیں۔ مجھے بار بار یہ احساس ھوتا رھا کہ یہ نوجوان اگر یکسوئی کے ساتھ فراھی کے فکری مشن کی تکمیل میں لگ جاتا تو کارھائے نمایاں انجام دیتا۔ جو اب شعلۂ مستعجل کی طرح بجھ کر کوئلے اور راکھ میں تبدیل ھو چکا ہے۔ حسرت تو ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے۔ عاصم نعمانی کے پاس شبلی کے بھائی جنید صاحب کے اصل خطوط کا ایک ضخیم مجموعہ بھی ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی چھوٹی موٹی نادر اور نایاب چیزیں ھیں۔ مجھے اپنے پروجیکٹ فراھی کے سلسلے میں ان کی مدد سے کئی مفید باتیں معلوم ھوئیں۔

عام حالات میں شاید میں ادھر متوجہ نہ ھوتا لیکن جب مجھے یہ معلوم ھوا کہ متعلقین فراھی میں سے کسی نے اس کا کھوج لگایا ہے تو میری دلچسپی میں اضافہ ھوا۔ میں نے پھریہا جا کر عاصم نعمانی سے ملاقات کی اور سوالات کرکے اس کے متعلق معلومات فراھم کیں۔ میرے سوالات کا زبانی جواب دینے کے علاوہ انہوں نے کچھ باتیں میری فرمائش پر لکھ کر بھی دیں۔
بہتر ھوگا کہ ان کی یہ باتیں انہی کے الفاظ میں نقل کر دی جائیں۔

بسم الله الرحمن الرحیم

مولانا فراھی رحمۃ اللہ کی پوری زندگی کا غائرانہ مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچ جاتی ہے کہ مولانا موصوف نے سارے دنیاوی مشاغل کو یکسر ختم کرکے اپنی تمامتر توجہ قرآن حکیم کے تدبر کے لئے مرکوز کر دی تھی چنانچہ موصوف نے جس موضوع پر بھی قلم اٹھایا اس کا کسی نہ کسی زاویے سے تعلق قرآن مجید ھی سے مشاھدہ میں آتا ہے۔ فن نحو، فن بلاغت، مفردات پر مولانا کی خامہ فرسائی اسی امر کی دلیل ہے۔ مولانا کے زیر نظر شعری انتخابی مجموعہ کا از اول تا آخر جائزہ لینے سے دو باتیں سامنے آتی ھیں۔

(۱) پہلی یہ کہ اس مجموعہ میں ان اشعار کا انتخاب کیا گیا ہے جن میں قرآنی الفاظ زیادہ سے زیادہ استعمال ھوئے ھوں۔ نیز اس زمانے کے جاھلی شعرا کا کلام چنا گیا ہے جو اسلوب کے اعتبار سے نسبتاً قرآن سے قریب تر ھوں۔

(۲) دوسری بات جو اس مجموعے کی ورق گردانی سے سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ مجموعۂ اشعار اسلامی عقائد میں پختگی پیدا کرتا ہے۔ توحید، معاد، جزا و سزا، شرافت نفس اور اعلی اخلاقی اقدار کو اپنے اندر بدرجۂ اتم سموئے ھوئے ہے۔ اس مجموعہ میں مخرب اخلاق اشعار سے اجتناب کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان اسالیب والے اشعار کو شامل کیا گیا ہے جن کا استعمال علی العموم قرآن میں بار بار کیا گیا ہے۔ اس مجموعۂ کلام کے مطالعہ سے مفردات القرآن کے معانی کے تعین میں بڑی مدد لی جا سکتی ہے۔ جبکہ قرآن حکیم کو سمجھنے اور سمجھانے میں مفردات کو بڑی اھمیت حاصل ہے۔

میرے سوالات میں تین باتیں خاص کر اھم تھیں۔ چونکہ ان کے

جوابات عاصم سلمہ کی تحریر میں نہیں ہیں اس لئے ان کی بابت الگ سے ذکر ضروری ہے۔

میرا پہلا سوال یہ تھا کہ ان کو یہ کتاب کہاں سے اور کس طرح ملی۔ بعض دوسرے لوگوں نے مجھے یہ بتایا تھا کہ یہ کتاب عاصم کو بندول میں اپنے دادا حکیم یوسف صاحب کی کتابوں میں ملی تھی ۔ یہ ان لوگوں کا قیاس تھا۔ عاصم کا اپنا بیان یہ ہے کہ انہیں یہ کتاب پھریہا میں مولانا فراہی کے گھر سے نہیں بلکہ پڑوس کے ایک گھر سے ملی۔ یہ کوئی ۱۹۵۷ ـ ۱۹۵۸ء کی بات ہے جب ان کی عمر ابھی ۱۶ ـ ۱۷ سال تھی اور وہ الاصلاح میں درجہ دوم یا سوم عربی کے طالبعلم تھے۔

مولانا فراہی کے پڑوس میں ان کے خاندان کے علاوہ برادری کے لوگوں میں سے کسی اور کا گھر نہیں ہے۔ صرف رعایا اور اسامیوں کے گھر ہیں۔ یہ بات غور طلب ہے کہ یہ کتاب پڑوسی کے گھر کہاں سے کس طرح پہنچی۔ عاصم نعمانی کے خیال میں یہ ان کے دادا کی لکھی ہوئی ہے اور انہی کے لئے مولانا فراہی نے یہ انتخاب کیا تھا۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر اس کو بندول میں ہونا چاہئے تھا۔ یہ کتاب بندول سے پھریہا کیسے آئی اور پھریہا میں مولانا فراہی یا خاندان کے کسی اور فرد کے گھر سے ملنے کی بجائے پڑوس کے ایک بیگانے گھر سے کیوں ملی۔

میرا دوسرا سوال سرورق کے متعلق تھا۔ کتاب کا پہلا اور دوسرا صفحہ باقی صفحات سے مختلف ہے۔ اس کے متعلق عاصم کا بیان ہے کہ یہ دونوں صفحے انہوں نے خود لکھ کر لگائے ہیں۔ مگر یہ ان کا اضافہ یا الحاق نہیں ہے بلکہ اصل کے مطابق نقل کرکے بعد میں لگائے ہیں۔ چونکہ یہ دونوں صفحے بوسیدگی کی وجہ سے کٹ پٹ کر بالکل خراب ہو گئے تھے اور ان کے ضیاع کا اندیشہ تھا اس لئے انہوں نے ٹکڑوں کو یکجا کرکے مربوط کیا اور ان